محرم الحرام کی آمد نئے اسلامی سال پر مبارک باد

"اللھم أھله علینا بالأمن والایمان والسلامة والاسلام ربی و ربک اللہ"

ماہ محرم کی حرمت اسلامی کیلنڈر میں ہمیشہ سے موجود تھی کتب حدیث اس پر گواہ ہیں لہٰذا اس کی تحریم و تقدیس کو مبینہ واقعہ کربلا سے جوڑنا، سراسر جہالت ہے۔ ہم نے تا بمقدور اس واقعہ سے متعلق روایات کا جامع مطالعہ کیا ہے جو باہم اتنی متناقض ہیں کہ کوئی بھی درجہ صحت کو نہیں پہنچتی۔ ان روایات کا اختلاف اتنا بڑا ہے کہ شمر ذی الجوشن کے لشکر کی تعداد بھی متعین نہیں ہو سکتی اور یہ اختلاف سینکڑوں کا نہیں بلکہ ہزاروں کا ہے۔ ہم تاریخی روایات میں اتنے فرق کو تو مان سکتے ہیں کہ سو کی جگہ کسی راوی مؤرخ نے دو سو لکھ دیا مگر یہ نہیں مانا جا سکتا کہ ایک راوی 4 ہزار بتائے اور دوسرا 68 ہزار۔

ہم اس پس منظر میں سالِ نو ہجری یعنی 1436ھ کو خوش آمدید کہتے ہیں اور ہلالِ محرم کے ظہور پر جملہ اہل اسلام کو "تقبل اللہ منا و منکم" کی تبریک پیش کرتے ہیں۔ یکم محرم کو اسلام کے خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق ؓ محرابِ مسجد نبوی میں بحالتِ امامت شہید کر دیئے گئے۔ ان کا قاتل کوئی ایرانی مجوسی بدبخت فیروز ابولؤلؤ تھا۔ آخر ایک غلام کو امیر المؤمنین کو شہید کرنے کی سرے سے ضرورت ہی کیا تھی؟ اس کا جواب بڑا طویل ہے جس کی تلخیص ہم یہاں پیش کر رہے ہیں۔ تسخیر ایران کا کارنامہ سیدنا ابوبکر صدیق ؓ اور حضرت عمر فاروق ؓ میں مشترک تھا۔ مدائن اور قادسیہ کی جنگوں کے نتیجے میں مجوسی ملوک اکاسرہ کو ذلت آمیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ رستم شوکتِ عجم کا مظہر بن کر سونے کے تخت پر بیٹھ کر میدانِ جنگ میں اترا مگر پیٹھ پھیر کر دریائے جیحوں میں کود گیا اور ایک فاروقی مجاہد ہلال ؓ نامی صحابی نے اسے کھینچ کر دریا سے نکالا، اسے دعوتِ مبارزت دی اور قتل کر ڈالا۔ اس جنگ کے بعد بادشاہ ایران یزدگرد وقت کی آندھی میں ایسا گم ہوا کہ پھر تاریخ اس کا کھوج نہ لگا سکی اور آخر کار ایران دورِ فاروقی ؓ میں مسلمان ہو گیا۔

اس فتح سے مجوسی اور سبائی اتنے مایوس ہوئے کہ اسلام کے سیلابِ رحمت کی طغیانیوں کا سامنے سے

مقابلہ کرنا ان کے بس کا روگ نہ رہا اور انہوں نے اسلام کا لبادہ اوڑھ کر منافقین کی طرح اسلام کو اندر سے کمزور کرنے کی سازشیں تیار کیں جن کا آغاز فاروق اعظمؓ کی شہادت عظمیٰ سے ہوا۔ یہی سازش تیسرے خلیفہ اسلام حضرت سیدنا عثمان ذوالنورینؓ کی شہادت کا باعث بنی۔ مجوسی سبائی زبردست وسیسہ کار تھے۔ انہوں نے یہ منصوبہ اتنی مہارت سے تیار کیا کہ خلیفہ معصوم ومظلوم کے خلاف اٹھنے والی شورش میں عربی عنصر بھی شامل ہو گیا۔ مجوسیت اپنے زخم چاٹتی رہی، اس نے اسلامی فتوحات کو فاروق اعظمؓ کے جذبہ جہاد کا مرہون منت خیال کیا اور انہیں شہید کر ڈالا مگر مشیت الٰہیہ سے جنگ کرنا، ان کی بیوقوفی تھی۔

حضرت عثمانؓ بظاہر نرم دل اور ضعیف العمر تھے مگر ان کا جوش جہاد وفتوحات، فاروقیؓ عہد کو مات کر گیا تو انہیں قتل عثمانؓ کی سوجھی۔ اس سے فارغ ہوئے تو ان کی سازشوں کی وجہ سے ان کی مراد برآئی اور علیؓ ومعاویہؓ جنگوں کا وہ طویل سلسلہ شروع ہو گیا جو کم وبیش 6 سال پر محیط تھا اور جو حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت پر منتج ہوا جنہیں ایک خارجی عبدالرحمٰن ابن ملجم نے کوفہ کی مسجد میں بحالت نماز شدید زخمی کیا، زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے 21 رمضان المبارک کو شہادت کے رتبہ پر فائز ہوئے۔ علیؓ معاویہؓ کشمکش کے اس طویل دور میں اسلامی فتوحات کا سیلاب نہ صرف رک گیا بلکہ سیدنا امیر معاویہؓ، رومیوں کو خراج دینے پر بھی مجبور ہوئے۔ امیر معاویہؓ نے سیدنا حسنؓ سے صلح کر لی جو فرمان نبیؐ کے تحت ہی تھی کہ حسنؓ مسلمانوں کے دو بڑے گروپوں میں صلح کا سہرا اپنے سر سجائیں گے۔ اس صلح سے یہ بات بھی محقق ہو گئی کہ علیؓ اور معاویہؓ دونوں کی حمایت یا مخالفت میں لڑنے والے یقیناً مسلمان تھے جن سے اجتہادی غلطی ہوئی تھی۔

ہماری داستان درد کا خلاصہ بھی خاصا طویل ہے جو فتنہ اور مسلمانوں کی تقتیل باہمی اس راضی نامہ کی برکت سے ختم ہوئے تھے، وہ سبائیوں اور مجوسیوں کو ہرگز راس نہ آئی تھی مگر وہ سیدنا امیر معاویہؓ کی بھاری بھرکم شخصیت، حسن تدبّر اور حسن انتظام کے سامنے دم نہ مار سکتے تھے چنانچہ وہ ان کے عہد میں سانپ بچھو کی طرح سرما کی نیند سو گئے اور ان کی وفات کے بعد خلافت امیر یزید کے دوران پھر سے اٹھ کر کھڑے ہوئے اور حضرت حسینؓ کو مبینہ طور پر یزید کے خلاف صف آرا کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ ہم نے اس واقعہ کے ساتھ مبینہ کا سابقہ برتا ہے کیونکہ اس سلسلے میں تاریخ کی شہادت پر مبالغہ آرائی اور تعصب وجانبداری کی اتنی گرد اور اتنی دبیز تہیں چڑھادی گئی ہیں کہ کوئی بھی شہادت بے لاگ نہیں نظر آتی۔ ہمارے نزدیک شہادت فاروقؓ،